OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

برصغیر میں علمِ جرح وتعدیل کے فروغ میں محمد بن طاہر پٹنی کی تصنیفی خدمات کا مطالعہ

A Study of the Contributions of Muhammad Ibn Tahir Patni in Promotion *"Ilm-e-Jarh-o-Ta'dīl"* in the Subcontinent

Muhammad Rafique
Doctoral Candidate Islamic Studies, Gomal University, D.I.Khan
Dr Hafiz Abdul Majeed
Assistant Professor of Islamic Studies, Gomal University, D.I.Khan
Muhammad Sohail Ahmad
Theology Teacher, Department of School Education, Bhakkar

Abstract

"*Ilm-e-Jarh-o-Ta'dil*" is the knowledge in which the authenticity of the narration of a hadith is discussed, whether it is just, well-ordered or their imperfections. The authenticity of a hadith depends on the condition of the narrator, and the authenticity of these narrations is evident from the testimony of the scholars. This information and news of the Hadith scholar(*Muhaddithin*) is called " *Ilm-e-Jarh-o-Ta'dil* ". We have received the hadith of the Prophet through narration. The authenticity of a hadith is the first step towards knowing the validity of a hadith, so the scholars of hadith have stated that in order to accept the narrations of the hadith; certain conditions are necessary. The compilation of this skill form in book form dates back to almost the second century. In the first three hundred years, Shaykh Muhammad Ibn Hasan al-Saghani raised the standard of publishing the knowledge of Hadith, in the second three hundred years, Shaykh Muhammad Ibn Tahir al-Hindi Patni took the lead in publishing the science of hadith, and in the third three hundred years, Shaykh Abdul Hai Lucknow Played an important role in the publication of Hadith. This second period of publication of knowledge of Hadith is called the period of Mughal Empire Muhaddithin has made full

CC BY

use of the books containing your knowledge of Hadith, which is like a golden chapter. I have been presented.

Keywords: Tahir Patni, *Ilm-e-Jarh-o-Ta'dil*, Subcontinent

تمہید

"علم جرح وتعدیل" وہ علم ہے جس میں رواۃ حدیث کا ثقہ ہونا، عادل ہونا، ضابط ہونا یا پھر ان کے عیوب و نقائص سے متعلق بحث کی جاتی ہے۔ حدیث کا سند کے اعتبار سے معتبر و غیر معتبر ہونا راوی کی حالت پر موقوف ہے اور ان رواۃ کا ثقہ ہونا اہل فن کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے۔ اہل فن کی اس اطلاع اور خبر کو "علم جرح وتعدیل" کہا جاتا ہے۔ ہمارے پاس رسول ﷺ کی حدیث بواسطہ رواۃ پہنچی ہے۔ صحت حدیث یا پھر عدم صحت کی معرفت کی سب سے پہلی سیڑھی ہے کہ رواۃ کے متعلق جانا جائے اس لیے علمائے حدیث نے رواۃ کی روایات کو قبول کرنے کے لیے چند ایسی شرائط لازمی قرار دی ہیں جو کہ ان کی دوراندیشی، ان کی فکری پختگی اور ان کے عمدہ طرز کی عکاس ہیں۔ اس فن جرح وتعدیل کو کتابی شکل میں ترتیب دینے کا آغاز تقریباً دوسری صدی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ "فن جرح وتعدیل" کے امام یحیٰ بن سعید القطان کا دور وہ زمانہ ہے جب راویان حدیث میں ضعف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور اسباب ضعف کثرت سے ظاہر ہونے لگے تھے۔ یوں ان کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کے لیے آپ نے خدمت سرانجام دی اور ان پر کلام کیا۔ روز اول سے ہر علاقہ اور ہر زبان میں خدمت دین متین اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا مشن تحریری و تقریری طور پر جاری وساری رہا ہے اور ابدی دنیا تک جاری رہے گا۔ جزیرہ نمائے عرب اور ہندوستان کے درمیان از منہ قدیم سے گہرے تجارتی مراسم چلے آرہے ہیں۔ عرب میں اسلام کی شمع روشن ہونے کے بعد مسلمان تاجر ہندوستان (پاک وہند) تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے۔ مسلمان تاجروں کے صدق مقال، دیانت داری اور حسن اخلاق کی بدولت بر صغیر میں اسلام تیزی سے پھیلنے گا۔ شمالی ہند میں اسلام کا وردو سلطان محمود غزنوی کی قیادت میں چوتھی ہجری کے ربع آخر میں ہوا۔ چوتھی صدی ہجری کے اخیر سے لیکر چودھویں صدی ہجری کے آخر تک بر صغیر پاک وہند میں اشاعت علم حدیث کے اس ایک ہزار رسالہ سنہری دور میں تین ایسی شخصیات ہیں جو اپنے تین صد سالہ دور میں قافلہ خادمین حدیث میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پہلے تین سو سالہ دور میں شیخ محمد بن حسن الصغانی نے اشاعت علم حدیث کا علم بلند کیا، دوسرے تین صد سالہ دور میں شیخ محمد بن طاہر ہندی پٹنی نے اشاعت علم حدیث کا بیڑا اٹھایا اور تیسرے تین صد سالہ دور میں شیخ عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے اشاعت علم حدیث میں اہم کردار سرانجام دیا۔ اشاعت علم حدیث کا یہی دوسرا دور مغلیہ سلطنت کا دور کہلاتا ہے اس دور میں جن محدثین اشاعت علم جرح وتعدیل اہم کردار ادا کیا ان میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی خدمات ممتاز حیثیت کی حامل ہیں شیخ پٹنی کا علمی کارنامہ علم حدیث کے میدان میں ایک سنہری باب کی مانند ہے آپ کی علم حدیث پر مشتمل کتب سے محدثین نے بھرپور استفادہ فرمایا ہے۔ اس مقالہ میں اختصاصی طور پر بر صغیر میں علم جرح وتعدیل کی تعمیر وترقی کے حوالے سے آپ کی تصنیفی خدمات اور آپ کی پر وقار عظیم شخصیت کو جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ علامہ محمد بن طاہر پٹنی کی تصنیفی خدمات کو بیان کرنے سے پہلے اپ کے آبائی وطن اور مرکز حدیث گجرات اور چند ان علمائے کرام کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے علم جرح وتعدیل کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

مرکز حدیث گجرات اور اس کے علمائے علم جرح وتعدیل

شمالی ہند میں اسلامی علوم کا ورود غزنویوں کی آمد کے سبب سے ہوا غزنہ سلاطین شافعی المسلک تھے اپنے ابتدائی دور میں لاہور کو اسلامی علوم کا مرکز بنایا۔ چند محدثین کی محنت سے اس دور میں علم حدیث زندہ رہا اور لاہور مرکز علم حدیث کے طور پر جانا پہچانا

جاتا تھا602ہجری میں جب سلطنت دہلی کی بنیاد ڈالی گئی تو نسبتاً حدیث کی بجائے معقولات اور فقہ کی طرف توجہ زیادہ ہونے لگی خراسان اور ماوراء النہر سے معقولی علمائے کرام کی آمد ہونے لگی۔ حتیٰ کہ نصاب تعلیم عربی ادب، لسانیات، فقہ و اُصول فقہ صرف و نحو منطق وغیرہ کو رواج نصیب ہوا۔ ساتویں صدی ہجری کے ربع اول میں سلطان محمد تغلق جو کہ معقولات کا دلدادہ تھا کے دور میں معقولات کو عروج نصیب ہوا۔ لیکن نویں صدی کے ابتدائی چند سالوں سے دہلی کی بجائے گجرات میں علم حدیث کی اشاعت کے مواقع میسر آنے لگے اور مظفر شاہ ثانی والی گجرات کی علم حدیث کے ساتھ وابستگی اور ذوق وشوق کے سبب عرب وترکی اور مصر جیسے ممالک سے محدثین علمائے کرام گجرات تشریف لانے لگے اس نویں صدی میں گجرات میں علم حدیث کی اشاعت وترویج میں جن محدثین کرام کی خدمات قابل ذکر ہیں ان میں تعلیق الفرائض اور المغنی کی شرح تحفۃ الغریب کے مصنف بدرالدین الدمامینی،[1] مدرسۃ الحدیث بیدر کے بانی محدث عمادالدین محمود بن الکیانی[2]، امام عبدالرحمن السخاوی کے مکتب سے تعلق رکھنے والے عظیم محدث عمر بن محمد الدمشقی[3]، ملک المحدثین وجیہ الدین محمد المالکی قابلِ ذکر ہیں۔ اشاعت علم حدیث کے اس دوسرے دور میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی خدمات ممتاز حیثیت کی حامل ہیں شیخ پٹنی کا علمی کارنامہ علم حدیث کے میدان میں ایک سنہری باب کی مانند ہے آپ کی علم حدیث پر مشتمل کتب سے محدثین نے بھرپور استفادہ فرمایا ہے۔ ذیل میں آپ کی تصنیفی خدمات سے قبل آپ کی پر وقار عظیم شخصیت کے بارے میں مختصر مگر جامع انداز میں ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

محمد بن طاہر پٹنی

محمد نام ہے اور ملک المحدثین لقب ہے نسباً صدیقی ہیں[4]، متوطناً پٹن (نہروالا گجرات) کی نسبت سے پٹنی ہیں، مسلکاً حنفی ہیں خاندانی پیشہ تجارت ہے۔ ملک المحدثین، الامام، المجاہد، العلامہ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتی 913ہجری میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نام کے متعلق تذکرہ نگاروں نے مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں کچھ کا خیال ہے آپ کا نام محمد طاہر بن علی ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ کا نام محمد بن طاہر بن علی ہے لیکن آپ کا نام محمد، والد کا نام طاہر ہے اور یہی بات صحیح بھی ہے کیونکہ آپ نے اپنی تصنیف تذکرۃ الموضوعات کے مقدمہ میں خود اپنے نام کی وضاحت یوں فرمائی ہے :وبعد فقد قال اضعف عبادالقوی الولی محمد بن طاہر بن علی الفتنی الھندی سکناً ونسباً وحنفی مذھباً ۔[5]اس عبادات میں مصنف کتاب نے اپنے نام کی وضاحت واضح الفاظ میں فرمادی ہے محمد نام ہے اور طاہر آپ کے والد کا نام ہے اور دادا کا نام علی ہے۔ آپ گجرات کی تاجر برادری بہرہ قوم سے تعلق رکھنے کی وجہ سے گجراتی کہلائے۔ آپ صدیقی النسل ہیں علامہ ابو ظفر ندوی کے بیان کردہ شجرہ نسب میں آپ کا تعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے ۔ آپ کا خاندان تجارت کی غرض سے گجرات آباد ہوا۔[6]

علمی سفر

آپ نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے آپ نے قرآن پاک حفظ کر لیا اور دوسرے علوم اسلامیہ کی طرف متوجہ ہوئے تو پندرہ سال کی عمر میں منقولات ومعقولات کی مروجہ کتب ازبر کر لیں اور معاًبعد درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ ہند کے جن اساتذہ کرام سے تعلیم وتربیت حاصل کی ان میں سے اصحاب اربعہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ 1۔ شیخ ناگوری 2۔ شیخ برہان الدین سمہودی 3۔ شیخ ید اللہ سوہی 4۔ شیخ ملامہتا۔ ان چاروں مشائخ کا تعلق گجرات سے ہے ان میں سے ملامہتا وہ باکمال ہستی ہیں جنھوں نے اس ہندی محدث محمد بن طاہر کو گوہر نایاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور "تعرف الشجر بثمرہ" کے مطابق استاد کو اسی شاگرد عظیم کی وجہ سے شہرت دوام نصیب ہوئی اور استاذ محدثِ پٹنی کے نام سے جانے گئے۔ عبدالقادر العیدروس صاحبِ تصنیف النور السافر نے اپنی تصنیف میں علامہ پٹنی کے ترجمہ میں ان کے اپنے وطنِ مولد کے اساتذہ کے نام ذکر نہیں کیے ہیں صرف ان کی اپنی علمی شان کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:"حتی لم یعلم ان احداً من

علماء گجرات بلغ مبلغه فی فن الحدیث"۔ [7] علمائے گجرات میں فن حدیث میں علامہ پٹنی کے علمی مبلغ کو کوئی نہیں پہنچ سکا۔ آپ کے اس زمانہ میں برصغیر میں مشکوۃ المصابیح اور مشارق الانوار صرف دو ہی حدیث کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں تاہم آپ نے علم حدیث کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اپنے شیخ علی بن حسام الدین متقی سے رابطہ فرمایا جو مکہ مکرمہ میں مستقل سکونت اختیار کر چکے تھے۔ علی متقی نے علامہ محمد بن طاہر کے اندر جذبہ حصولِ علم حدیث کے پیش نظر ان کو حجاز آنے کو کہا۔ چنانچہ محدث پٹنی 944ہجری میں حجاز تشریف لے گئے وہاں جن علمائے گرامی کے سامنے شاگردی اختیار کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: شیخ حسن بکری، شیخ ابن حجر الہیتمی، شیخ علی بن عراق، شیخ علی متقی ھندی المکی، شیخ جاراللہ بن فھد 8۔ شیخ علی متقی برہان پوری ھندی ثم مکی سے روایت حدیث کی اجازت حاصل کی اور ان سے بیعت کی نسبت بھی جوڑی اور ایک مدت دارز تک ان سے فیض حاصل کرتے تھے شیخ پٹنی کے بے شمار شیوخ الحدیث میں سے شیخ علی متقی مکی کی شخصیت ان کے ہے سب سے بڑھ کر موثر ثابت ہوئی اور اس لیے کہ شیخ ابوالحسن بکری نے فرمایا: للسیوطی منة علی العلمین وللمتقی منة علیه۔[9] تمام جہان والوں پر علامہ سیوطی نے (دائرہ المعارف جامع الصغیر اور جمع الجوامع فی الحدیث لکھ کر) احسان عظیم فرمایا اور شیخ علی متقی مکی نے (کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال لکھ کر) امام سیوطی پر منت فرمائی ہے۔ شیخ محدث پٹنی نے حجاز سے واپسی پر درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تالیف وتصنیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے حدیث اور اُصول حدیث کے متعلق نادر کتب تصنیف فرمائیں ۔ فن جرح وتعدیل پر تذکرۃ الموضوعات قانون الموضوعات اور المغنی مشہور تصانیف ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی لغت پر لکھی جانے والی برصغیر میں مشہور ترین اور مقبول ترین تصنیف "مجمع بحار الانوار" آپ ہی کی تصنیف لطیف ہے۔ 980 ہجری میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی نے اگرہ کی طرف سفر فرمایا۔ گجرات سے مانوہ، وہاں سے سارنگ پور تشریف لائے۔ تین دن وہاں قیام کے بعد مقام سوجی گئے۔ وہاں پہنچنے تو مہدویوں کو آپ کے متعلق معلوم ہوا تو انھوں نے آپ کا پیچھا کیا اور 6 شوال 986 ہجری نماز تہجد میں تھے کہ انھوں نے حملہ کرکے آپ کو شہید کرڈالا۔ [10] شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی علمی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتاہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں تین اہم مقاصد اپنے پیش نظر رکھے اور انھیں کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔

1. پٹن میں واقع اپنے مدرسہ کے توسط سے جنوبی ہند بالخصوص گجرات میں علم حدیث کی اشاعت
2. علم حدیث کے موضوع پر تصانیف کا ترتیب دینا تاکہ رہتی دنیا تک لوگ علم حدیث سے واقفیت حاصل کرتے رہیں۔
3. ہم وطن اور ہم قوم بوہروں کے عقائد کی درستگی واصلاح کرنا اور آپ ہمیشہ ان کے باطل عقائد کی اصلاح کے لیے کوشاں رہے حتیٰ کہ انھیں عقائد باطلہ کے حامی بوہروں نے آپ کو 6 شوال 986ھ میں سارنگ پور کے نزدیک حملہ کرکے شہید کردیا۔[11]

تصنیفی خدمات

علم حدیث کے حوالہ سے آپ کی تصنیفی خدمات ممتاز حیثیت کی حامل ہیں دیگر علوم کے علاوہ علم حدیث میں آپ کی تصانیف درج ذیل ان اسماء سے معنون ہیں۔

1)۔ **مجمع بحار الانوار:** علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصنیف میں فن حدیث، وضاعین اور موضوع کے بارے میں بحث کی گئی ہے اور رواۃ حدیث کے مشتبہ ناموں کو صحیح تلفظ اور قرآت سے پڑھنے کے لیے ان کے ضوابط کے متعلق اقتباسات درج ہیں۔ نواب صدیق خان قنوجی لکھتے ہیں: "اس کی شہرت نصف النہار میں سورج کی طرح ہے اس میں حدیث کے ہر غریب لفظ کو ذکر کیا گیاہے اور جو معانی اس کے بیان کیے گئے ہیں انہیں بتایاہے گویایہ کتاب صحاح ستہ کی شرح ہے"۔[12]

2)۔ المغنی فی ضبط اسماء الرجال: یہ کتاب علامہ محمد بن طاہر پٹنی کی پہلی تصنیف ہے جو انھوں نے اپنے علمی سفر عرب سے واپس وطن آکر تصنیف فرمائی اور یہ تقریباً 951ء میں مکمل ہوئی۔[13] راویان حدیث کے ناموں، کنیتوں، ان کے القابات اور اُن کے انساب کے صحیح تلفظ معلوم کرنے کے لیے ایک بہترین کتاب ہے۔ ایسے نام والقاب جن کے غلط پڑھے جانے کا احتمال ہے ایسے تمام ناموں اور مشتبہات کو اس کتاب میں مصنف نے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیاہے اور مختصر طور پر محدثین کے حالات اور ان کے طبقات کے متعلق معلومات درج فرمائی ہیں۔[14]

3)۔ قانون الموضوعات والضعفاء: یہ کتاب تذکرۃ الموضوعات کا ضمیمہ ہے اس کتاب میں تمام کذاب راویوں کا احاطہ کیا گیا ہے اس کتاب میں راویوں کے اسماء اور ان کے متعلق نقادان فن کی آراء کو درج کیا گیا ہے۔

تذکرۃ الموضوعات (از محمد بن طاہر پٹنی) کا تحلیلی جائزہ

حدیث رسول ﷺ کے بہت بڑے ذخیرہ میں لاکھوں کی تعداد میں مستند احادیث نبویہ ﷺ موجود ہیں اس ان گنت مجموعہ احادیث میں معدودے (چند گنتی کے برابر) مرویات ہیں جن کو محدثین کرام بالخصوص علمائے علم جرح وتعدیل نے من گھڑت اور موضوع قرار دیاہے جو کہ بذات خود ایک قابل داد و تحسین اور لائق آفرین کام ہے۔ متقدمین ومتاخرین علمائے جرح و تعدیل نے موضوع روایات کو یکجا کر کے کتابی شکل میں پیش کیا ہے جس دن سے علمائے سوَ نے احادیث رسول ﷺ کے مقدس ذخیرہ کو اپنی من گھڑت مرویات پر مشتمل مردود و مکذوب مرویات سے مکدر کرنے کی کوشش کی اسی دن سے علمائے ربانین نے ان کی موضوعات کو علیحدہ کر کے عالم اسلام کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا تاکہ کوئی مخلص مسلمان ان کے دام فریب میں نہ آسکے۔ مختصر پیرائے میں ان علمائے ربانین کے مجموعہ جات کا نام اور ان کے مولفین کے اسمائے گرامی کا ذکر ضروری سمجھتاہوں۔

1)۔ الموضوعات لابی سعید محمد بن علی جنبلی
2)۔ التذکرہ فی الاحادیث الموضوعات از محمد بن علی بن عبید اللہ، ابو نصر القاضی الموصلی
3)۔ الموضوعات فی الاحادیث المرفوعات از عبد الرحمٰن بن علی بن جوزی
4)۔ تلخیص الموضوعات از جلال الدین ابی اسحاق الکردی المارانی
5)۔ موضوعات الصغانی از حسن بن محمد بن حسن الصغانی لاہوری
6)۔ مختصر الاباطیل والموضاعات از شمس الدین الذھبی المتوفی
7)۔ سفر السفادہ از علامہ مجد الدین الفیروزآبادی المتوفی
8)۔ الابی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ از علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی
9)۔ الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ از محمد بن یوسف الصالی الشامی

ان مذکورہ بالا تصنیفات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علم حدیث کے اس فن علم جرح وتعدیل کے حوالہ سے عالم اسلام کے ہر خطے کے محدثین نے اپنا حصہ شامل فرمایاہے۔ یوں ہی بر صغیر پاک وہند کے اہل علم نے اس فن میں خدمت حدیث کے اعتبار سے بھی وافر حصہ شامل فرمایاہے۔ تاہم امام حسن بن محمد الصغانی المتوفی کی موضوعات کے بعد علامہ محمد بن طاہر الہندی پٹنی کی "تذکرۃ الموضوعات" بر صغیر پاک وہند میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

عصر تالیف

مصنف محمد بن طاہر پٹنی نے یہ کتاب تذکرۃ الموضوعات کب لکھنی شروع کی اور اس کی تکمیل کب اور کہاں ہوئی ان سوالات کے متعلق حتمی رائے اگر قائم نہ بھی کی جاسکے لیکن اتنا ضرور معلوم ہوا ہے کہ مصنف نے تذکرۃ الموضوعات کو اپنی تصنیف "المغنی" کے بعد تالیف فرمایا۔[15] اور اس کی تکمیل ذیقعدہ958ھ میں ہوئی۔[16]

اہم مباحث

"تذکرۃ الموضوعات" کتاب کے نام سے یہ بات واضح طور پر نظر آرہی ہے کہ مصنف نے اس کتاب کو موضوع اور بے سروپا من گھڑت مرویات کے مجموعہ کے طور پر تالیف فرمایاہے۔ کتاب مذکور کو ایک مقدمہ اور کثیر ابواب پر مشتمل کرکے پیش کیا گیاہے مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے ان میں سے اہم مباحث کا تذکرہ قلم و قرطاس کی زینت کیاجاتا ہے۔ سب سے پہلے مقدمہ کو مصنف نے تین مباحث میں تقسیم فرمایاہے۔

مبحث اوّل

اس مبحث اوّل میں حدیث کی اصطلاح کا مفہوم اور حدیث کو روایت کرنے کی شرائط کا تذکرہ فرمایاہے اس مبحث اوّل میں بیان فرمایاہے کہ جس حدیث کی اصل نہ ہو اسے "لاتقبل" اور جس کی کوئی سند نہ ہو اسے "لایروی" سے روایت نہ کرنے پر زور دیا ہے۔" للجرح مراتب اسواها ركن الكذب۔"[17] سے واضح کرتے ہیں کہ جرح کے مراتب میں سے بدترین مرتبہ یہ ہے کہ کہ راوی میں کذب ہو۔[18]

مبحث ثانی

تین مباحث پر مشتمل اس مقدمہ کی دوسری فصل میں مصنف علیہ الرحمۃ نے وضاعین کیاقسام لکھی ہیں اور شروع میں اس بات کی وضاحت فرماتے ہیں کہ جب راوی کے نزدیک اسے معلوم ہو جائے کہ یہ روایت موضوع ہے تو اس راوی کے لیے ہرگز اسے روایت کرنا جائزہ نہیں ہے ہاں اگر اس روایت کے وضع کو بیان کرنا مقصود ہو تاکہ لوگوں کے ہاں اس کا موضوع ہونا واضح ہو جائے تو پھر اس کا ذکر کیاجاسکتاہے اس دوسری فصل میں دوسرا خاص مضمون وضاعین کی اقسام پر مشتمل ہے اور ساتھ یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ طبقات وضاعین میں سب سے بدترین طبقہ وہ ہے جو بزعم خویش زہد اور تقرب الی اللہ کی غرض سے احادیث کو وضع کرتے ہیں کیونکہ ان کی روایات جلد قبول کرلی جاتی ہیں۔19

مبحث ثالث

مقدمہ کی اس تیسری بحث میں مصنف کتاب نے ان کتب کا تذکرہ فرمایاہے جو "موضوع احادیث" کے متعلق لکھی گئی ہیں اور کذابین کے نام درج فرمائے ہیں۔ کذاب راویوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مشہور ترین کذاب ووضاع یہ ہیں ابن ابی الدینا ابونسطورومی بشر نعیم بن سالم، خراش وغیرھم اور ساتھ ابن الجوذی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں وضاعون خلق كثيرون كبارهم وهب بن وهب القاضی وغیرہ ۔20 مقدمہ کے بعد مصنف نے کتاب "تذکرۃ الموضوعات" کو مختلف عناوین کے ساتھ تقریباًایک سوسولہ ابواب میں تقسیم فرمایاہے اس کی ابتدابلکہ فہرست کے ابتدائی صفحہ پر صرف دو جگہ "کتاب" کا عنوان دیاہے باقی تمام عناوین کو "باب" کے نام کے ساتھ لکھاہے ان دو عنوان میں سے ایک "کتاب التوحید" اور دوسرا "کتاب العلم" ہے اس کے بعد ابواب کی فہرست ہے جن میں تقریباً1924 روایات درج کی گئیں ہیں جن میں مرفوع، موقوف مقطوع اور آثار وغیرہ۔

ماخذومصادر

علامہ محمد بن طاہر پٹنی نے اپنی اس شہرہ آفاق کتاب "تذکرۃ الموضوعات" کو حسن ترتیب میں ڈھالنے کے لیے درج ذیل کتب کو بطور مصادر و مراجع اور ماخذ کے طور پر لیا ہے جیسا کہ خود اسی کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔"وانا اوردبعض ماوقع فی مختصر الشیخ محمد بن یعقوب الفیروز آبادی موضوعات المصابیح جمعها الشیخ سراج الدین عمر بن علی قروینی ۔[21] 1۔ مختصر من کتاب المغنی للعراقی از محمد بن یعقوب فیروز آبادی2۔ موضوعات الصغانی از حسن بن محمد حسن الصغانی، 3۔ الموضوعات فی المصابیح للبعزی از عمر بن علی بن عمر قزوینی، 4۔ الخلاصہ فی معرفۃ الحدیث از شرف الدین ابو محمد حسن بن عبد اللہ الطیبی دمشقی، 5۔ المقاصد الحسنۃ از محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی، 6۔ الآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ از جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی ابکر السیوطی، 7۔ الوجیز (تعلیقات السیوطی علی موضوعات ابن جوزی) از عبد الرحمٰن ابی بکر السیوطی، 8۔ ذیل الآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ (کتاب الزیادات علی الموضوعات) از جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی

منہج و اسلوب

علامہ محمد بن طاہر نے اپنی اس کاوش کو من گھڑت اور وضعی مرویات کے مجموعہ کے طور پر پیش کیا ہے اور یہ کتاب اس فن میں بڑی اہمیت کی حامل ہے اور یہ کتاب امام محمد علی شوکانی کی تصنیف نیل الاوطار اور ملا علی القاری کی الموضوعات الکبیر سے ضخامت اور مواد کے اعتبار سے بڑھ کر ہے تقریباً ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل کتاب علم جرح و تعدیل میں کتب الموضوعات میں ایک ممتاز حیثیت کی حامل ہے ذیل میں علامہ محمد بن طاہر پٹنی کے منہج و اسلوب کو مختصر طور پر یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

الف: اولاً حدیث کا ماخذ بیان کرنا

ب: ثانیاً: اپنی رائے کا اظہار کرنا

ج: ثالثاً: دوسرے نقادان فن کی آرا کو بیان کرنا

الف): روایت کا ماخذ بیان کرنا

علامہ پٹنی نے اپنی کتاب تذکرۃ الموضوعات میں یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ ہر ایک روایت درج کرنے سے پہلے اس کتاب کا نام درج کرتے ہیں جہاں سے اس نے لیا ہے ان ماخذ کو بیان کرتے وقت عموماً ان کتب کا نام درج کیا ہے جو علامہ کے موضوع کے متعلق ہیں اور موضوع احادیث کے متعلق ہیں امثال درج ذیل ہیں۔ باب التطوع کی پانچویں فصل جو کی شب برات اور اس میں صلوٰۃ کے متعلق ہے، میں لکھتے ہیں: فی المختصر حدیث صلوة شعبان باطل ولابن حبان من حدیث علی اذا کان لیلة النصف من شعبان فقوموالیلها وصوموانهارها" وفی الآلی " ماة رکعة فی نصفه بالاخلاص عشر مراة مع طول فضلیه۔"[22] اس مثال میں نصف شعبان کی فضلیت کے متعلق مروی روایات کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ باطل ہے اور اس میں علامہ فیروز آبادی صاحب "القاموس" کی مختصر کتاب المغنی فی العراقی کا حوالہ لکھا ہے اور اس طرح علامہ امام سیوطی کی الالی کا حوالہ درج فرمایا ہے ان دو مثالوں میں مصنف نے پہلے ماخذ پھر روایت بیان فرمائی ہے۔

ب): اپنی رائے کا اظہار

مصنف علیہ الرحمۃ اپنی اس کتاب تذکرۃ الموضوعات میں سب سے پہلے ہر حدیث کا ماخذ بیان کرتے ہیں. پھر حدیث درج کرتے ہیں اور پھر اس کے متعلق اپنی فنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ کسی بھی حدیث کے متعلق اپنی فنی رائے کا اظہار دو طرح سے کرتے ہیں۔

1۔ روایت درج کرنے کے بعد باطل، موضوع اور لا اصل لہ کے الفاظ جرح استعمال کرتے ہیں۔

2۔ یا پھر حدیث درج کر کے اس میں موجود کسی راوی کے متعلق جرح کرتے ہوئے ضعیف، کذاب یا وضاع جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے:

1۔ باب التطوع کی فصل دوم "فی صلوۃ ایام الاسبوع" میں رقم طراز ہیں:

"فی لیلۃ الجمعۃ اثنتا عشر رکعۃ بالاخلاص عشر مرات: کے متعلق لکھتے ہیں: لا اصل لہ، باطل۔[23]

جمعہ کی رات بارہ رکعات، ہر رکعات میں دس مرتبہ سورۃ اخلاص کی روایت کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ باطل ہے۔

2۔ اس طرح جمعہ کے بعد دو رکعت والی روایت درج کرتے ہیں اور اس کے بعد لکھتے ہیں:

"ورکعتان بعد الجمعۃ فی الاولی آیۃ الکرسی مرۃً والعلق خمسا وعشرین حتیٰ یری ربہ فی المنام "موضوع[24]

"جو جمعہ کے بعد دو رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور پچیس مرتبہ سورۃ العلق اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص ایک مرتبہ اور سورۃ الناس پچیس مرتبہ پڑھے گا جب تک اپنے رب کو نیند میں نہ دیکھ لے اسے موت نہیں آئے گی۔ یہ روایت درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں: 'یہ روایت موضوع ہے'۔[3]

3۔وفي الذيل ركعتان ليلة الخمس بين المغرب والعشا بآية الكرسي ---وان لم يبرهما: فيه عاصم بن مضرس متروک۔[25] کتاب الزیادات الموضوعات از امام سیوطی المعروف 'ذیل اللآلی' میں درج اس روایت کو علامہ پٹنی درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں موجود راوی عاصم بن مضرس متروک ہے۔ اس لیے یہ روایت غیر صحیح وموضوع ہے۔

ج)۔ متقدمین نقادان فن کی آراء کو بیان کرنا

علامہ پٹنی نے اپنی اس کتاب میں جو طرز تحریر اپنایا ہے اس میں دوسرا منہج واسلوب آپ کی طرف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی حدیث پر بحث کرتے ہوئے اس روایت کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل میں سے کسی کی رائے کو بیان کر دیتے ہیں اور اکثر جن ائمہ سلف جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرتے ہیں ان میں امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، امام ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی، ابو حاتم محمد بن حبان البستی، امام ابو الحسن علی بن عمر الدار القطنی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی المعروف ابن جوزی، ابو الفضل حسن بن محمد بن حسن الصغانی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، زین الدین عبد الرحیم بن حسین العراقی، اور ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی جیسے محدثین اور نقادان فن کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ لا تصلح الصنيعة الا عنددی حسب اودين كما ان الرياضة لا تصلح الا في نجيب " موضوع عند الصغانی۔[26] احسان دیندار اور حسب والے کو روا ہے جس طرح ریاضت شریف النسب کے لیے درست ہے، امام صغانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ اس طرح باب "فضل المدنیہ المشرفۃ وزیارتھا" میں علامہ محمد بن طاہر پٹنی گجراتی ایک روایت نقل کرتے ہیں: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے اس آدمی کی طرح جس نے مجھے میری حیات میں دیکھا امام بیہقی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔[1]

المغنی فی ضبط اسماء الرجال کا تحلیلی وتنقیدی جائزہ

حدیث کے طالب علم کے لیے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ جہاں وہ حدیث کو اس کی انواع واقسام، اس کے اصول وفروع سے واقفیت حاصل کر رہا ہے وہاں وہ ان اسماء اور الفاظ کے ضبط کا بھی خیال رکھے جو اسماء اور الفاظ ان کتب میں وارد ہوں تاکہ جو وہ یاد کر رہا ہے وہ غلطی سے پاک ہو اور جو وہ لکھ رہا ہے وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہو۔ جیسا کہ امام ابن صلاح نے ضبط اسماء کی اہمیت کے متعلق فرمایا ہے۔ثم ان على كتبة الحديث وطلبته صرف الهمة الى ضبط مايكتبونه ۔بما قبل ومابعد۔[27] اور پھر کاتبین وطالبین حدیث کے لیے ضروری ہے کہ جو کچھ لکھ رہے ہیں اس کے ضبط کا خیال رکھیں۔ بہر حال علم ضبط اسماء الرجال ایک اہم ترین فن ہے اور اہم ترین موضوع ہے۔ جس کے متعلق بہت ساری کتب تالیف کی گئی ہیں۔ ایک مختصر مگر

جامع کتاب جو بہت سی ایسی کتب سے بے نیاز کر دے وہ دسویں صدی ہجری کے عظیم ہندی محدث ملک المحدثین محمد بن طاہر پٹنی کی کتاب المغنی فی ضبط اسماء الرجال ہے۔

عصر تالیف

مولف کتاب جس کی علم حدیث کے موضوع پر متعدد مفید ترین کتب موجود ہیں ان کتب کی تالیف کی ترتیب اگر دیکھی جائے تو مولف کے اپنے بعض اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجمع بحارالانوار کی تالیف سے پہلے "المغنی" کو تالیف فرمایا جیسا کہ مجمع بحار الانوار کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: لا اذكر فيه ضبط اسماء الرجال والمواضع اكتفاءً بماصدر منی من کتاب " المغنی فی ضبط الرجال"۔[28] میں اس کتاب (مجمع بحارالانوار) میں ضبط اسماء الرجال کے متعلق کچھ معلومات نہ لکھوں گا کیونکہ اس موضوع (ضبط اسماء الرجال) کے متعلق میں اپنی کتاب "المغنی" میں درج کر چکا ہوں۔یعنی شیخ محمد بن طاہر نے مجمع بحارالانوار میں رواۃ ورجال کے ناموں اور مقامات کو مکمل طور پر ضبط میں نہ لانے کی وجہ یہی لکھی ہے کہ اس پر مفصل بحث المغنی میں ہو چکی ہے۔ تاہم شیخ پٹنی کی یہ تالیف عرب سے واپس آنے کے بعد کی پہلی تصنیف ہے جو تقریباً952 ہجری میں لکھی گئی ہے۔

سبب تالیف

اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے اور بہت مفید ہے حدیث کے طالب علموں کے لیے ایک نادر تحفہ ہے اس کتاب کی تالیف کے سبب کے طور پر علامہ پٹنی صاحب لکھتے ہیں۔ "اس (فن ضبط اسماء الرجال) میں طویل ترین کتب موجود ہیں جن سے طلاب حدیث پست ہمتی کی وجہ سے اعراض برتتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ ایسی کتاب لکھوں جو "وجیزاً مغنیاً فی هذا الفن عن المطولات "[29]جو مختصر ہو مگر اس فن میں مطولات سے بے نیاز کر دے۔فوضع هذا الكتاب العجاب مسماة " كتاب المغنی فی ضبط الاسماء والرواة والابناء ۔ [30]

طباعت

یہ کتاب سب سے پہلے 1292 ہجری میں شیخ المحدث ابن حجر العسقلانی کی "تقریب التہذیب" کے آخر میں مطبع الفاروقی دہلی سے شائع ہوئی پھر 1308 ہجری میں اس "تقریب التہذیب" کے حاشیے کے طور پر طبع ہوئی۔ تیسری مرتبہ مکتبہ المجتبائی دہلیوالوں نے اسے باقاعدہ ایک کتاب کی شکل میں 1320 ہجری میں شائع کیا۔ بعد ازاں اس کی اشاعت وطباعت تسلسل کے ساتھ جاری وساری ہے راقم حروف کے پاس جو نسخہ اس کتاب المغنی کا موجود ہے اس کو مکتبہ دارالعلوم رحیمیہ باندی پورہ کشمیر والوں نے 1426 ہجری میں شائع کیا ہے۔

منہج واسلوب

محدث پٹنی کی یہ کتاب راویان حدیث کے ناموں کا صحیح تلفظ معلوم کرنے کے لیے ایک اہم ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔اس کتاب میں مصنف کا مقصد بھی یہی ہے کہ رواۃ حدیث اور ان کے آباءواجداد کے اسماء، ان کی کنیت اور ان کے القاب جن کے غلط پڑھے جانے کا احتمال ہے صحیح طور پر پڑھے جائیں۔ تاہم ایسے تمام ناموں یا مشتبہات کو مصنف نے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب فرمایا ہے اور ہر باب کے شروع میں اس حروف تہجی کے تحت آنے والے رواۃ کا صحیح نام درج فرمایا ہے اور پھر ان انساب کو درج کیا ہیں جو ان حرف تہجی کے تحت ہیں۔ جیسا کہ حرف "الکاف" کے باب میں ابو کبشہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں: بفتح کاف وسکون ب موحدہ وسین مجمہ، کاف کے فتحہ، ب کے سکون اور سین مجمہ کے ساتھ۔اس طرح اس باب میں حرف "کاف" سے شروع ہونے والی نسبتیں لکھتے ہیں جیسا کہ اس مثال میں واضح ہے۔"الكرخی منسوب الی كرخ ببغداد منه الامام

المعروف المشار اليه فى الذهد والعبادة والورع ۔[31] کرخی نسبت ہے امام کرخی کی اور کرخ بغداد کا ایک علاقہ ہے۔ اگر کسی کتاب کا حوالہ دینا ہو تو مختصر طور پر (رمز) اشارہ کرتے ہیں جیسا اس باب میں ابو کبشہ کی تفصیل کے آخر میں "مق" لکھا ہوا ہے جس کا مطلب مقدمہ ابن حجر العسقلانی ہے۔

مصنف آخر میں تمام مشتبہ نسبتوں کا صحیح ضبط بھی درج فرمادیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ جہاں مناسب سمجھتے ہیں وہاں رواۃ کے مختصر حالات بھی اور ان کے متعلقہ طبقہ کے بارے میں بھی مختصر نوٹ قلم بند کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ عین کے باب میں فضیل بن عباس کے بیان میں لکھتے ہیں۔وهو عارف مشهور مات بمكه سنة 187 ہجری ۔[32] فضیل بن عباس مشہور عارف ہیں جو مکہ مکرمہ میں 187 ہجری میں فوت ہوئے۔

اہم مباحث / تحلیل

اسماء الرجال کے فن میں ایک مفید اور عمدہ ترین تصنیف ہے۔ مختلف تذکروں اور فہرستوں کی کتب میں اس تصنیف لطیف کا مکمل نام مختلف طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن خود مولفِ کتاب نے اپنی دوسری تصنیف "مجمع بحارالانور" کے مقدمہ میں اس کتاب کا جو نام لکھا ہے راقم کے **نزدیک** وہی معتبر ہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔ مضی من کتاب "المغنی فی ضبط اسماء الرجال" وهذه علائم الكتب۔[33] تین سو بیالیس (342) صفحات پر مشتمل یہ کتاب حروف تہجی کے ناموں کے ساتھ اٹھائیس (28) ابواب اور سات دوسری فصول پر مشتمل ہے۔ شروع کتاب میں دو صفحات پر مشتمل "کلمات افتتاحیہ" میں مصنف حمد باری تعالیٰ اور درود سلام علی سید الانبیاء علیہ التحیہ والثناء کے بعد ایک درد کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم جرح وتعدیل پر مشتبھات اور مختلفات جیسے موضوعات پر کتابیں علماء نے تصنیف فرمائی ہیں لیکن ضبط اسماء جیسے اہم موضوع پر کتب بہت قلیل ہیں۔ اس لیے بندہ نے اس موضوع کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ ایک صفحہ کے مقدمہ میں مصنف کتاب کچھ حروف تہجی کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں اور پھر اپنی کتاب کی تالیف میں جن کتب سابقہ کو بنیاد بنایا ہے ان کے متعلق رموز کا ذکر کرتے ہیں مثلاً: مقدمہ ابن حجر عسقلانی کے لیے "مق"، غنیۃ اللبیب شرح تقریب کے لیے "غن"، شرح صحیح مسلم للنووی کے لیے "ن"، شرح صحیح بخاری للکرمانی کے لیے "ک"، التنقیح لزرکشی کے لیے "زر"، مصابیح السنہ اور مشارق الانوار کے لیے " مس"، جامع الاصول لابن اثیر جذری کے لیے "ج" وغیرہ کے اشارات درج فرماتے ہیں۔ باب اول میں حرف همزہ سے شروع ہونے والے اسمائے رواۃ کا تذکرہ ہے اور پھر اس حرف همزہ سے شروع ہونے والے انساب کا ذکر کیا ہے اور جہاں ضروری سمجھتے ہیں وہاں مقامات کا ذکر بھی کر دیتے ہیں جیسا کہ "لازدی" نسبت کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں: بمفتوحة وسكون زاى واهمال دال منسوب الى الازد۔[1] همزہ کے فتحہ کے ساتھ زا کے سکون اور دال مھملہ کے ساتھ اور یہ ازد شیر کی طرف نسبت ہے۔ اس طرح اسفرائنی نسبت کے متعلق رقم طراز ہیں:بكسر همزه وسكون سين مهملة وفتح فاء وكسر مثناه تحت وبنون منسوب الى اسفراين مدنية بحراسان منها ابو احمد ابن ابى طاہر الاسفراينى امام الشافية ۔[34] اسفرائینی ہمزہ کے کسرہ سین کے سکون کاف کے فتحہ اور یا مکسورہ اور ن کے ساتھ ہے۔ آخر میں "ی" نسبتی ہے اور یہ نسبت خراسان کے شہر اسفرائن کی وجہ سے ہے جہاں کے رہنے والے امام شافعیہ ابو حامد احمد بن ابی طاہر اسفرائنی ہیں۔ آخر میں رسم الخط کے متعلق خاتمہ کی شہ سرخی کے تحت لکھتے ہیں کہ اس فن رسم الخط کے متعلق کم لوگ جانتے ہیں۔ خاتمہ کے بعد فصل فی التواریخ کے عنوان باندھتے ہیں اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت ووفات کے متعلق لکھتے ہیں۔ خلفائے راشدین، ائمہ اربعہ اور اصحاب کتب ستہ للحدیث کی والادت وفات کی تاریخ درج کرتے ہوئے اختتام پر اس عظیم کام کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مصادر وماخذ

وہ اہم ترین کتب جن کو محدث پٹنی نے اس کتاب کی تالیف میں بنیاد بنایا ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب اجمع الکتب کا مقام حاصل کر سکی ہے اور اخلص الکتب کہلائی ہے وہ یہ ہیں: مصابیح السنۃ از امام بغوی، مشارق الانوار از امام قاضی عیاض بن موسی الیحصبی ، جامع الاصول از امام ابن اثیر جذری، کتاب الانساب از امام عزالدین علی بن محمد، شرح صحیح مسلم از یحیٰی بن شرف نووی، شرح صحیح بخاری از محمد بن یوسف کرمانی، التنقیح لالفاظ الجامع الصحیح از بدر الدین زرکشی، مقدمہ فتح الباری از ابن حجر العسقلانی۔ ان مصنفین اور ان کی کتب کا تذکرہ "رموز" کے عنوان سے وہ اپنی کتاب المغنی کے مقدمہ میں فرمایا ہے۔35

قدر وقیمت

کتاب المغنی کی قدر وقیمت، اہمیت اور مقبولیت کے متعلق خود مؤلف کتاب فرماتے ہیں:هذا كله من مسودی " المغنی " وهو كتاب جليل تلقته الفضلا بالقبول ولابد منه لمن يريد التبحر فی هذا الشان۔[36] اس موضوع پر اصل بحث میری کتاب "مغنی" میں موجود ہے اور مغنی میری وہ کتاب عظیم ہے جس کو علماء وفضلا نے قبول فرمایا ہے (تلقی بالقبول کے مقام پر ہے) جو آدمی اس عظیم فن 'ضبط اسماء الرجال' میں تبحر علمی چاہتا ہے اسے اس کتاب کو پڑھنا چاہیے۔ اس طرح شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:وله كتاب آخر مختصر مسمى " المغنی " ضبط فيه بالصحة اسماء الرجال هذا كتاب مختصر مفيد جداً ۔[37] شیخ پٹنی کی دوسری کتاب مختصر "مغنی" ہے جس میں اسماء الرجال کو درست کر کے لکھا گیا ہے۔ یہ ایک مختصر مگر بہت مفید کتاب ہے۔

نتائج بحث

جرح وتعدیل کا اصل مقصد شریعت کی حفاظت کرنا، ہر قسم کی فتنہ سامانیوں سے اس کو پاک رکھنا اور غیر مستند مدخل چیزوں سے اس کو محفوظ رکھنا ہے۔ کسی بھی راوی کو جرح وتعدیل کی کسوٹی پر پرکھنا یہ عیب جوئی نہیں ہے اور نہ ہی کسی کی خوشنودی حاصل کرنا ہے بلکہ اس کا مقصد اظہار حقیقت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ (اے ایمان والوں جب کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی خوب تحقیق کر لو) بہر حال رواۃ حدیث پر جرح وتعدیل کا تعلق غیبت سے نہیں بلکہ ایک امر مستحسن ہے۔ جس کی محدثین نے ہر وقت انجام دہی فرما کر دفاع حدیث کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ اگر کذاب، دجال، زندیق، متروک، فاسق، فاجر اور غافل لوگوں کی نشاندہی نہ ہوتی تو دین اسلام کی یہ پر شکوہ عمارت بے کار ہوتی۔ جرح وتعدیل کے قواعد وضوابط تیار ہوئے، وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق یہ علم پروان چڑھتا رہا۔ اس فن کے بڑے بڑے ائمہ اور نقاد پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی زندگیاں حفاظتِ حدیث اور راویان کی معرفت کے لیے صرف کر دیں۔ پھر جب تدوین فنون کا دور آیا تو یہ علم جو صحابہ کرام کے دور سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا اس کو کتابی شکل میں ڈھالا جانے لگا۔ تاہم علم جرح وتعدیل کو کتابی شکل میں ڈھالنے کا آغاز تقریباً دوسری صدی ہجری سے ہوتا ہے۔ نویں صدی کے امام ابن حجر العسقلانی کی تہذیب التهذیب، تقریب التهذیب اور لسان المیزان فن علم جرح وتعدیل میں اپنی مثال آپ ہیں۔ برصغیر میں مسلمان فاتح کی حیثیت سے 93ہجری میں داخل ہوئے اسی روز سے اس خطہ ارضی پر محدثین صحابہ کرام جو تقریباً پچیس کے قریب تھے تشریف لائے اور قال قال رسول اللہ کی صدا بلند کی۔ دوسری صدی ہجری میں حضرت ربیع بصری برصغیر تشریف لائے اور درس حدیث سے اس خطہ کو منور فرمایا۔ بعد ازاں ہر صدی میں کوئی نہ کوئی محدث تشریف لاتا رہا۔ اور اشاعت علم حدیث کا فریضہ سرانجام دیتا رہا۔

پھر علامہ محمد بن طاہر پٹنی نے گجرات میں علم حدیث کی اشاعت کا مرکز قائم کیا۔ آپ کی کتاب مجمع بحارالانوار لغت حدیث پر بلند مقام رکھتی ہے۔اس طرح علم جرح وتعدیل پر مشتمل "المغنی" اور تذکرۃ الموضاعات " و قانون الموضوعات جیسی عظیم الشان کتب تالیف فرمایں۔

References

[1]Muhammad Ishaq, Ilme Hadith main bare Sagir Pak-o-Hind ka hisa (Lahore: idara saqafat-e-Islamiah,1958AD),310.
[2]Abd-ul-Qadir Al-Eadrose, Alnoor-ul-Safir en Akhbar-ul-Qarn-el-Ashir(Beirut: Dar Sadir,2001AD),17.
[3] Qasim Farishta,Tareekh-E-Farishta (Lahore: Mezan Nashran),2:360.
[4] Al-Eadrose,Al-Noor-Al-Safir,47.
[5]Muhammadin Tahir Patni, Tazkarat-ul-mozouat, (Egypt: IdaraTabat-ul-Muneeryah, 1343AH),3.
[6] Al-Eadrose,Alnoor-al-Safir,4.
[7] Al-Eadrose, Alnoor-al-Safir, 475.
[8] Al-Eadrose, Alnoor-Al-safir,475.
[9] Abd-ul-Haei Al-Hasni Al-Saqafat-ul-Islameya Fil Hind(Qahira: Maktabah), 244.
[10]Al-Eadrose,Al-noor-al-Safir,240.
[11] Muhammad Bin Jafir Al-Katani, Al- Resalat-ul-Mustatrifah (Dar-ul-Basaer),158.
[12] Nawab Sadeeq Hassan Khan Bhopalvi, Abjad-ul-Aloom (Damishq: Manshorat, Wazart-e-Saqafat-wal-Irshad,1978AD),223.
[13]Patni, Al-mughni,(Lakhnow: Matbah Nowel Kishawr,1308aH), 353.
[14]Bhopavi, Abjad-ul-Aloom, 222.
[15]Patni, Al- Mughni,353
[16] Patni, Al-Mughni, 363.
[17]Patni, Tazkarat-ul-mozouat, (Ejept:IdaraTabat-ul-Muneeryah, 1343AD),6.
[18] Patni Tazkarat-ul-Mozoaat,7.
[19]Patni, Tazkarat-ul-mozouat, 8.
[20]Patni, Tazkarat-ul-mozouat, 9.
[21] patni,Tazkarat-ul-Mozoaat,45.
[22]Patni,Tazkarat-ul-mozouat, 45.
[23]Patni,Tazkarat-ul-mozouat ,41
[24]Patni, Tazkarat-ul-mozoaat, 42.
[25]Patni,Tazkarat-ul-mozouat ,44.
[26]Patni, Tazkarat-ul-mozoaat, 68.
[27]Patni,Al-Mughni, 2.
[28]Patni, Majma Behar-ul-Anwar,(lakhnow: Matbaa ,Lakhnow),260.
[29]Patni,Behar-ul-Anwar,260.
[30] Patni,Behar-ul-Anwar,4.
[31]Patni, Al-Mughni, (Kirachi:Al Raheem Academy, 1428AD), 48.
[32]Patni,al-Mughni, 182.
[33]Patn,Behar-ul- Anwar, 3.
[34]Patni, Al- Mughni, 48.
[35]Patni,Al-Mughnai, 13.
[36]Patni, Behar-ul- Anwar, 260.
[37]Patni,Al-Mughnai, 14.